سیرت طیبہ
صحاح ستہ کی روشنی میں

مولانا محمد ابراہیم فیضی

﴿۱﴾

خلاق کائنات جلّ جلالہٗ کی اوّلین تخلیق

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا: لکھو، قلم نے عرض کی: رب! میں کیا کچھ لکھوں؟ ارشاد ہوا: قیامت تک (منصۂ شہود پر) آنے والوں کی تقدیر لکھو، سو قلم نے ابد تک آنے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ دی۔(۱)

تخلیق کے مراحل اور ارشاد باری تعالیٰ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ عز و جل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا، اتوار کے دن اس میں پہاڑ پیدا فرمائے، پیر کے دن درخت پیدا فرمائے اور منگل کو مکروہات (ناپسندیدہ چیزوں) کو پیدا فرمایا، بدھ کے روز نور پیدا فرمایا، جمعرات کے روز چوپائے پھیلائے اور جمعہ کے دن مخلوق میں، سب سے آخر میں دن کی آخری گھڑی میں عصر کے بعد انسان کو پیدا فرمایا۔(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش پر اپنے پاس کتاب میں تحریر فرما دیا ''میری رحمت میرے غضب پر غالب ہو گی''۔(۳)

آدم علیہ السلام کی تخلیق

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو مٹی کی ایک ایسی مٹھی سے پیدا فرمایا جسے ساری زمین سے حاصل کیا گیا، سو آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق پیدا ہوئی، بعض ان میں سرخ رنگ، بعض سفید رنگ، بعض سیاہ رنگ اور بعض ان میں درمیانی رنگ کے ہیں، ان میں بعض نرم مزاج، بعض سخت مزاج، بعض برے اور بعض اچھے (ہر مزاج کے لوگ) ہیں۔ (۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، ان کی پیٹھ کو مَس فرمایا تو ان کی پشت سے وہ تمام روحیں نکلیں جن کو اللہ نے ان کی اولاد میں سے قیامت تک پیدا فرمانا تھا، اور ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک رکھ دی، پھر ان کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا، آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ (قیامت تک ہونے والی) تیری اولاد ہے، آدم علیہ السلام نے ان میں ایک شخص کو دیکھا جن کی آنکھوں کی درمیانی چمک ان کو بہت پسند آئی، انہوں نے سوال کیا: اے رب! یہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ داؤد ہے، انھوں نے عرض کیا: یارب! تو نے اس کی عمر کتنی بنائی ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا: ساٹھ سال، آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ میری عمر میں سے چالیس سال اس کی عمر میں زیادہ فرمادے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام کی عمر میں چالیس سال باقی بچے تو ملک الموت ان کے پاس (روح قبض کرنے) آگئے، آدم علیہ السلام نے کہا: کیا میری عمر میں ابھی چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا: کیا آپ نے اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر کے چالیس سال نہیں دیئے تھے؟ آدم علیہ السلام نے انکار کیا ان کی اولاد نے بھی انکار کیا، آدم علیہ السلام بھول گئے اور (ممنوعہ) درخت سے کھا بیٹھے سو ان کی اولاد بھی (رب سے کیا ہوا وعدہ) بھول گئی، آدم علیہ السلام سے چوک ہوئی، سو ان کی اولاد بھی خطاؤں کا شکار ہوئی۔ (۵)

ابلیس کی منصوبہ بندی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ عزوجل نے جنت میں آدم علیہ السلام کو صورت بخشی، اسے جب تک چاہا وہاں رکھا، ابلیس ان کے (جسم کے) گرد گھومنے لگا اور دیکھنے لگا جب اس نے دیکھا کہ یہ جسم اندر سے کھوکھلا ہے تو اس نے پہچان لیا کہ یہ خود پر قابو نہیں رکھ سکے گا۔ (۶)

رحمۃ للعالمین ﷺ کو عطائے نبوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ابھی ان کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی)۔ (۷)

مجھے آدم تا ایں دم ہمیشہ بہترین لوگوں میں رکھا گیا

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا، پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا، پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلہ میں رکھا، پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان کے بہترین خاندان میں رکھا اور بہترین شخصیت عطا فرمائی، سو میں بہترین شخصیت اور بہترین خاندان والا ہوں۔ (۸)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں بنو کنانہ کو، بنو کنانہ میں قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرما لیا۔ (۹)

رسول اللہ ﷺ کا سلسلۂ نسب

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (۱۰)

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت، دن اور سال

حضرت قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ؟ انہوں نے کہا: بڑے تو رسول اللہ ہیں لیکن میری پیدائش رسول اللہ کی ولادت سے پہلے ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی ہے۔ (۱۱)

حضرت ابوقتادہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے متعلق پوچھا

گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسی (پیر کے) دن میری ولادت ہوئی اور یہی دن میری بعثت کا ہے۔ (۱۲)

رسول اللہ ﷺ عالی نسب ہیں قیصر روم کے سامنے جناب ابوسفیان کا اقرار

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیصر روم ہرقل نے مجھ سے پہلا سوال یہ کیا کہ جس صاحب نے آپ کے ہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کا نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم میں اعلیٰ نسب رکھتے ہیں (اس وقت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایمان نہیں لائے تھے)۔ (۱۳)

رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی

رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبد اللہ بن عبد المطلب تھا، اور آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی آمنہ تھا، آپ کے والد آپ کی ولادت سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ (۱۴)

رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اور کنیت

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا یہودیوں کا ایک عالم آیا اس نے کہا: السلام علیک یا محمد (ﷺ)، میں نے اسے دھکا دیا وہ گرنے والا تھا، اس نے کہا: مجھے دھکا کیوں دیا؟ میں نے کہا: تم نے یا رسول اللہ کیوں نہیں کہا؟ یہودی نے کہا: ہم تو اسے اسی نام سے بلائیں گے جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر والوں نے میرا نام محمد (ﷺ) ہی رکھا ہے۔ (۱۵)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صلح حدیبیہ کے وقت اہل مکہ نے معاہدہ تحریر کرتے وقت آپ کے اسم گرامی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ لکھنے پر اعتراض کیا، تو آپ نے رسول اللہ کا لفظ مٹا کر فرمایا ''میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبد اللہ (ﷺ) ہوں''۔ (۱۶)

میں محمد (ﷺ) ہوں میں احمد ہوں

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں، میں محمد ہوں میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا اور میں عاقب ہوں۔ (۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بازار میں تھے کہ کسی شخص نے ابوالقاسم کہا، نبی ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے، اس نے کہا میں نے آپ کو نہیں اس کو بلایا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

میرے نام پر نام رکھو، میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ (۱۸)

قریش کے ہر خاندان سے قرابت

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ کا تعلق بنونضر بن کنانہ کی شاخ مضر سے تھا۔ اور سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ قریش کے ہر خاندان سے آپ کی رشتہ داری تھی۔ (۱۹)

ثویبہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کو دودھ پلانا

امّ المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں ہم نے کہا کہ آپ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنے کے خواہش مند ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابوسلمہ کی بیٹی تو میری پرورش میں ہے (میری ربیبہ ہے) اگر وہ میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لئے اس سے نکاح جائز نہ تھا کہ وہ میرے دودھ شریک (رضاعی) بھائی کی بیٹی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔

عروہ کہتے ہیں ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا، جب ابولہب مر گیا تو اس کے کسی رشتہ دار نے خواب میں اسے بری حالت میں دیکھ کر پوچھا: تو نے مرنے کے بعد کیا پایا ہے؟ ابولہب بولا: میں نے تمہارے بعد کوئی خیر نہیں پائی سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس انگلی سے پلایا جاتا ہے۔ (۲۰)

امّ ایمن رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی انا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امّ ایمن رضی اللہ عنہا حبشہ کی رہنے والی تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کی لونڈی تھیں، والد کی وفات کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو انہوں نے آپ ﷺ کی پرورش کی، جب رسول اللہ ﷺ بڑے ہوئے تو آپ نے امّ ایمن کو آزاد کر دیا۔ (۲۱)

ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش اور دیکھ بھال امّ ایمن کے سپرد ہوئی جو حبشہ کی رہنے والی تھی اور نبی ﷺ کے والد کی لونڈی تھیں، والد ماجد کے انتقال کے بعد جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ام ایمن نے یہ خدمت انجام دی، جب رسول اللہ ﷺ بڑے ہوئے تو آپ نے ام ایمن کو آزاد کر دیا۔ (۲۲)

بنوسعد میں پرورش اور شق صدر

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ (بچپن میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے

تھے، اتنے میں جبریل (علیہ السلام) آئے، انہوں نے آپ کو پکڑ کر لٹایا، آپ کا سینہ چیر کر دل نکالا، پھر دل میں سے جمے ہوئے خون کی پھٹکی نکال کر کہا: یہ آپ کے جسم میں شیطان کا حصہ تھا، پھر دل کو سونے کے طشت میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دھویا، پھر اسے جوڑ کر اپنی جگہ پر رکھ دیا، بچے یہ دیکھ کر آپ کی رضاعی ماں (حلیمہ سعدیہ) کی طرف دوڑے اور کہا محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا، گھر والے دوڑے ہوئے آپ کے پاس آئے، دیکھا تو آپ ﷺ کا رنگ متغیر تھا۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے سینے پر اس سلائی کے نشان دیکھتا تھا۔ (۲۳)

اہل مکہ کی بکریاں چرانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، آپ کے صحابہ نے پوچھا: اور آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا: میں چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں چراتا تھا۔ (۲۴)

تجارت

حضرت سائب بن ابی السائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، لوگ میرا ذکر اور میری تعریف کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری نسبت اس کے بارے میں بہتر جانتا ہوں، میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے سچ فرمایا، آپ میرے بہت اچھے شریک تجارت تھے، نہ آپ دھوکہ دیتے تھے نہ جھگڑا اور کٹ حجتی کرتے تھے۔ (۲۵)

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے بعثت سے قبل نبی ﷺ سے کوئی چیز خریدی جس کی کچھ رقم مجھ پر باقی رہی، میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں آپ کے پاس وہ رقم اسی جگہ لے کر آتا ہوں، میں جا کر بھول گیا، تین دن کے بعد مجھے یاد آیا، چنانچہ میں آیا تو آپ اس جگہ میرا انتظار فرما رہے تھے، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے جوان! تو نے مجھے بہت مشقت میں ڈالا، میں تین دن سے یہاں تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ (۲۶)

کاہنہ کی خبر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک کاہنہ عورت کے پاس آئے اور اس سے کہا: ہمیں بتاؤ کہ ہم میں سے ایسا کون ہے جو اس مقام والے (حضرت ابراہیم علیہ السلام) سے بطور نشان

قدم قریب ترین مشابہت رکھتا ہو؟ اس نے کہا: تم اس ریتیلی زمین پر چادر کھینچو اور پھر اس پر چلو تو میں تمہیں آگاہ کردوں گی، انہوں نے چادر کھینچ دی (تا کہ ریت پر موجود پہلے نشان مٹ جائیں) پھر وہ لوگ اس پر چلے، اس نے رسول اللہ ﷺ کے نقش پا دیکھ کر کہا: یہ صاحبِ مقام (ابراہیم علیہ السلام) سے قریب ترین مشابہت رکھتے ہیں، اس واقعہ کے بعد بیس سال یا جتنا عرصہ اللہ نے چاہا رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ (۲۷)

زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نزول وحی سے پہلے نبی ﷺ کی وادیٔ بلدح کے نشیب میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی، نبی ﷺ کے سامنے دستر خوان لایا گیا، زید نے اس میں سے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا میں بتوں کے تھانوں پر ذبح کردہ جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا، میں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں جس پر بوقتِ ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

زید بن عمرو قریش کے بتوں کے نام پر ذبح کردہ جانوروں کو برا سمجھتے تھے اور کہتے تھے بکری کو اللہ نے پیدا کیا، اس نے بکری کے لئے آسمان سے پانی اتارا اور زمین سے چارہ اگایا، پھر تم اسے اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر ذبح کرتے ہو، وہ اسے برا سمجھتے تھے۔ (۲۸)

تعمیرِ کعبہ میں شرکت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب کعبہ تعمیر ہوا، نبی ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ پتھر لا رہے تھے، عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: آپ اپنا ازار اپنی گردن پر رکھ لیں وہ آپ کو پتھر کی تکلیف سے بچائے گا، یہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے (ایسا کرتے ہی) آپ زمین پر گر گئے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں، آپ نے کہا: میرا ازار، میرا ازار (مجھے دو) عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کا ازار آپ پر باندھ دیا۔ ایک روایت میں ہے آپ بے ہوش ہو کر گر گئے اور اس واقعہ کے بعد کبھی آپ کو برہنہ نہیں دیکھا گیا۔ (۲۹)

پتھروں کا سلام

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں جو میری بعثت (اعلانِ نبوت) سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (۳۰)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا،

ہم مکہ کے بعض اطراف میں گئے تو جو درخت اور پہاڑ سامنے آیا وہ کہتا ''السلام علیک یا رسول اللہ''۔(۳۱)

سچے خواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو وحی کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے اچھے خواب نظر آنے لگے، آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا تھا۔(۳۲)

غیبی آوازیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نزول وحی سے پہلے سات سال تک آپ ﷺ غیبی آواز سنتے تھے اور روشنی ملاحظہ فرماتے تھے۔(۳۳)

قابلِ رشک جوانی پر اہلیہ محترمہ کی شہادت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے غار حراء سے واپس آ کر اپنی جان کے ضیاع کا اندیشہ ظاہر کیا تو آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی مبتلائے غم نہیں کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ضعیف و ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں (ان کی کفالت کرتے ہیں) ضرورت مندوں کو عطا فرماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں پیش آنے والی تکالیف اور مصائب پر دوسروں کی مدد فرماتے ہیں۔(۳۴)

قبل از بعثت عرب معاشرہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے، آپ کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی آپ اس سے بتوں کو چوکتے گئے اور آیت کریمہ:

جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا۝ (۳۵)

حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔

جَآءَ الۡحَقُّ وَ مَا يُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَ مَا يُعِيۡدُ۝ (۳۶)

حق آ چکا اور باطل نہ تو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور (معبود) نہ دوبارہ پیدا کرے گا۔

تلاوت فرماتے رہے۔(۳۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بت بعض قبائل میں آ گئے تھے، وَدّ دومۃ الجندل میں کلب قبیلہ کا بت تھا، سُوَاع بنو ہذیل قبیلہ کا بت تھا، یَغُوث مراد

قبیلہ کا اور سبا کے قریب جوف میں بنو غطیف کا بت تھا، یَعُوق ہمدان قبیلہ کا بت تھا، نَسر حمیر قبیلہ کا بت تھا جو ذی الکلاع کی اولاد میں سے تھے، یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام ہیں، جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں ڈالا کہ ان بزرگوں کی مجالس میں جہاں وہ بیٹھتے تھے بت نصب کر دو اور ان بتوں کو ان کے نام سے منسوب کر دو۔ اور پھر پہلی نسل گزرنے کے بعد جب علم مٹ گیا تو ان کی عبادت ہونے لگی۔ (۳۸)

حضرت ابو رجاء العطاردی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک پتھر کی پوجا کرتے تھے جب ہمیں اس سے بہتر دوسرا پتھر مل جاتا تو ہم پہلا پتھر پھینک دیتے اور دوسرا پتھر اٹھا لیتے، جب ہم پتھر نہ پاتے تو مٹی کا ڈھیر بنا لیتے، پھر بکری لاتے، اس پر بکری کا دودھ دوہتے پھر ہم اس کا طواف کرتے تھے۔ (۳۹)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ (۴۰) ''یہ لوگ جن کو (خدا کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعۂ (تقرب) کے تلاش کرتے رہتے ہیں'' عربوں کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو جنوں کی ایک جماعت کی عبادت کرتے تھے وہ جن اسلام لے آئے اور ان لوگوں کو جو ان جنوں کی عبادت کرتے تھے اس کا علم نہ ہوا، تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴۱)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش کے علاوہ اہل عرب مرد اور عورتیں بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے یا جن کو قریش کے لوگ کپڑے پہننے کے لئے دے دیں، مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دے دیتے تو وہ ان کپڑوں میں طواف کر لیا کرتے تھے، اور قریش حج کے دوران مزدلفہ سے آگے عرفات تک نہیں جاتے تھے۔ (۴۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اگر تمہیں اہل عرب کے دور جاہلیت کے بارے میں جاننا پسند ہو تو سورۃ الانعام کی ایک سو تیس کے بعد والی آیات پڑھو:

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○ (۴۳)

جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بیوقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور خدا پر اس طرح کر کے اس کی عطا فرمائی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا، وہ گھاٹے میں پڑ گئے، وہ بے شک گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ (۴۴)

جنات کی بوکھلاہٹ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب بھی عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ اسی طرح ہے وہ اسی طرح ہی نکلی۔ ایک مرتبہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوب صورت شخص وہاں سے گزرا، آپ نے کہا: میرا خیال غلط ہے یا یہ شخص ابھی بھی اپنے جاہلیت کے طریقے پر ہے یا یہ زمانۂ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن رہا ہے، اس شخص کو میرے پاس لاؤ، وہ شخص بلایا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے بھی یہی بات دہرائی، یہ سن کر اس شخص نے کہا: ایک مسلمان سے آج یہ سوال کیا جا رہا ہے میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں تمہیں پابند کرتا ہوں کہ مجھے اس سلسلے میں باخبر کرو، اس شخص نے بتایا میں واقعی زمانۂ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے پاس تمہاری جنیہ جو خبریں لاتی تھی اس میں سے کوئی حیرت انگیز خبر سناؤ، اس شخص نے بتایا کہ ایک دن میں بازار میں تھا کہ جنیہ میرے پاس آئی، میں نے اندازہ لگایا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے، وہ بولی: جنات کے متعلق تمہیں نہیں معلوم کہ جب سے انہیں آسمانی خبروں کے سننے سے روک دیا گیا ہے، وہ کس قدر مایوس اور خوف زدہ ہیں، اب وہ بستیوں میں نہیں بلکہ اونٹوں کے ساتھ جنگلوں میں رہیں گے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے سچ کہا، ایک مرتبہ میں بھی ان کے بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک شخص بچھڑا لایا اور اسے وہاں ذبح کیا، اس پر کسی چیخنے والے اتنی زور سے چیخ ماری کہ میں نے ایسی زوردار چیخ کبھی نہیں سنی اور کہا: اے جلیح! کامیابی کی طرف لے جانے والا ایک امر ظاہر ہونے والا ہے، ایک فصیح شخص کہے گا ''تیرے سوا (اے اللہ) کوئی معبود نہیں''، تمام لوگ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا: اب میں یہ معلوم کیے بغیر نہیں رہوں گا کہ اس کے پیچھے کیا چیز ہے؟ اتنے میں پھر وہی آواز آئی: اے جلیح! کامیابی کی طرف جانے والا امر ظاہر ہونے والا ہے کہ ایک فصیح شخص کہے گا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ کہا جانے لگا یہ (محمد ﷺ) نبی ہیں۔ (۴۵)

بعثت نبوی ﷺ، وقت، عمر مبارک اور یوم

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان زمانہ فترت چھ سو سال ہے، اس درمیانی عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ (۴۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت چالیس سال کی عمر ہوئی، آپ اعلان نبوت کے بعد تیرہ سال مکہ میں ٹھہرے، پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا، ہجرت کے بعد آپ دس

سال مدینہ طیبہ میں رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (۴۷)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پیر کے دن میری ولادت ہوئی اور پیر ہی کے دن مجھے مبعوث فرمایا گیا۔ (۴۸)

تاریخ انسانیت کا بہترین دور (خیر القرون قرنی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو آدم کی تاریخ میں بہت سے دور آئے اور گزر گئے، یہاں تک کہ میں انسانیت کے بہترین دور میں مبعوث فرمایا گیا۔ (۴۹)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جس میں مجھے مبعوث کیا گیا، پھر وہ لوگ جو اس دور سے متصل ہوں گے۔ (۵۰)

افضل الانبیا ﷺ، اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی (علیہ السلام) کو نہیں عطا فرمائی گئیں، ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور مجھے ہر گورے اور کالے سب کی طرف بھیجا گیا ہے، میرے لئے مالِ غنیمت حلال کئے گئے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے، میرے لئے تمام زمین کو طیب و طاہر اور سجدہ گاہ بنایا گیا، میرے امتی پر جہاں بھی نماز کا وقت ہو وہ نماز ادا کر لے، مجھے دشمن پر ایک ماہ کی مسافت سے رعب سے مدد دی گئی اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی ہے۔ (۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جوامع الکلم دے کر بھیجا گیا، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، جب کہ میں سویا ہوا تھا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (۵۲)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں سب سے پہلے جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور اسے کھلواؤں گا، جنت کا خازن کہے گا، آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا محمد (ﷺ)، خازن کہے گا مجھے یہی حکم فرمایا گیا کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔ (۵۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ کرام آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے باہم گفتگو کر رہے تھے، جب حضور ﷺ ان کے قریب پہنچے تو انہیں کچھ کہتے سنا،

ایک نے کہا: عجب بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: کتنی زیادہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، تیسرے صحابی نے کہا: یہ کتنی ہی عجیب بات ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور روح ہیں، ایک اور صحابی بولے: کتنی تعجب خیز بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو منتخب فرمالیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہاری گفتگو اور اظہار تعجب سنا، ابراہیم (علیہ السلام) واقعی خلیل ہیں، موسیٰ (علیہ السلام) واقعی نجی اللہ ہیں، عیسیٰ (علیہ السلام) بلاشبہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، اور آدم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے، سنو! میں اللہ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں، میں قیامت کے دن لواء الحمد اٹھانے والا ہوں گا اور کوئی فخر نہیں، میں اول وآخر آنے والوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا ہوں گا اور کوئی فخر نہیں، میں قیامت کے دن پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی اور کوئی فخر نہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا ہوں گا اور اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کو کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ (۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ (۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم پر پل رکھا جائے گا، سب سے پہلے میں اسے پار کروں گا، اس روز رسولوں کی دعا اللھم سلم سلم ہوگی۔ (۵۶)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں انبیاء کرام کا امام اور ان کا خطیب اور شفیع ہوں گا، اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ (۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا اور مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا، اس مقام پر میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی دوسرا نہیں کھڑا ہوگا۔ (۵۸)

خاتم الانبیاء ﷺ، اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمام انبیاء کرام پر

چھ فضیلتوں سے نوازا گیا، مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، میرے لئے مال غنیمت حلال کئے گئے، میرے لئے تمام زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا گیا، مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا۔(۵۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے حسین وجمیل عمارت بنائی لیکن عمارت کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگاتے ہیں اسے پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔(۶۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور انبیاء کرام (علیہم السلام) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے بہت خوب صورت گھر بنایا، اسے مکمل کر دیا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے دی، لوگ اس گھر میں جانے لگے، اسے پسند کرنے لگے اور کہنے لگے کاش یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس جگہ کی اینٹ میں ہوں میں نے آکر سلسلۂ نبوت اختتام کو پہنچا دیا۔(۶۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام میں میری مثال اس شخص جیسی ہے جس نے گھر بنایا، اسے خوب صورت اور مکمل بنایا، لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، وہاں اینٹ نہیں رکھی، لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاتے ہیں، اسے پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر یہ اینٹ کی جگہ مکمل ہو جائے (تو کیا کہنے) سو میں انبیائے کرام (علیہم السلام) میں اس اینٹ کی جگہ ہوں (میری بعثت سے نبوت کی عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی)۔(۶۲)

ابتدائے وحی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، آپ جو خواب دیکھتے، اس کی تعبیر صبح کی سفیدی کی طرح سامنے آجاتی، پھر آپ کو خلوت گزینی سے محبت ہو گئی، آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے وہاں کئی راتیں عبادت میں گزارتے، کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور کھانے، پینے کا سامان ساتھ لے کر چلے جاتے تا آں کہ غارِ حرا کے اندر آپ کے پاس حق آ گیا، غار میں فرشتہ آیا، اس نے کہا:

پڑھیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنے والانہیں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے نے مجھے پکڑ کر خوب بھینچا جس سے مجھے تکلیف پہنچی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو، میں نے پھر کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں، اس نے مجھے پھر دوسری مرتبہ پکڑ کر بہت زور سے بھینچا جس سے مجھے تکلیف پہنچی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا: پڑھو، میں نے کہا: میں پڑھنے والانہیں ہوں، اس فرشتے نے تیسری مرتبہ مجھے پکڑ کر خوب خوب بھینچا، پھر مجھے چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ O الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ O (۶۳)

پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ خونِ بستہ سے انسان کو بنایا۔ آپ پڑھیں اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے۔ جس نے قلم سے (لکھنا) سکھایا۔ انسان کو سکھایا جو (وہ) نہ جانتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ اس اولین وحی کے ساتھ اس حال میں واپس لوٹے کہ آپ کا دل دھک دھک کر رہا تھا، آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو، انہوں نے آپ کو چادر اڑھا دی یہاں تک کہ آپ کا خوف جاتا رہا، پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے؟ ان کو پوری بات بتائی اور فرمایا: مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قطعاً نہیں بہ خدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لے گئیں، ورقہ دورِ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے، عبرانی لکھا کرتے تھے اور حسبِ توفیق الٰہی عبرانی میں انجیل لکھا کرتے تھے، نابینا اور بہت بوڑھے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابن عم! اپنے بھتیجے کی بات سنیں، ورقہ نے کہا: بھتیجے آپ نے کیا دیکھا؟ رسول اللہ ﷺ نے جو دیکھا تھا بیان فرمایا، ورقہ نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جسے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا، اے کاش! میں اس وقت توانا اور طاقت ور ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے (یہاں سے) نکال دیں گے، ورقہ نے کہا: ہاں! جب بھی کوئی آدمی ایسا پیغام لایا جیسا تم لائے ہو تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی، اگر میں نے آپ کا زمانہ پالیا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا، اس کے بعد جلد ہی ورقہ فوت ہو گئے اور وحی کا سلسلہ رک گیا۔ (۶۴)

ورقہ بن نوفل کے جنتی ہونے کی خبر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے متعلق پوچھا گیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ ورقہ نے آپ کی تصدیق کی لیکن وہ آپ کے ظہور سے پہلے فوت ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مجھے خواب میں سفید کپڑوں میں دکھایا گیا، اگر وہ اہل نار میں سے ہوتا تو اس پر کوئی اور لباس ہوتا۔ (۶۵)

نزول وحی کی کیفیت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کبھی گھنٹی کی گونج دار آواز کی طرح آتی ہے اور یہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے، پھر وحی منقطع ہو جاتی ہے اور میں اسے محفوظ کر چکا ہوتا ہوں، اور کبھی فرشتہ انسانی صورت میں میرے پاس آتا ہے، وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا سخت سردی کے دنوں میں نزول وحی کے بعد آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہوتا تھا۔ (۶۶)

حضرت عبادہ بن الصامتؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ کے چہرۂ انور پر کرب کے آثار ظاہر ہوتے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ (۶۷)

نزولِ وحی کے وقت آپ ﷺ کا معمول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی آپ وحی کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان اور ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے، یہ آپ پر گراں گزرتا، اور اس کا اثر آپ کے چہرے پر بھی ظاہر ہوتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ القیامۃ کی یہ آیات نازل فرمائیں:

لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖO اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗO فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗO ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗO (۶۸)

اور (اے محمد ﷺ) وحی کے پڑھنے کے لئے اپنی زبان نہ چلایا کریں کہ اس کو جلد یاد کرلیں، اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے، جب ہم وحی پڑھا کریں تو آپ (اس کو سنا کریں اور) پھر اسی طرح پڑھا کریں، پھر اس (کے معانی) کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

چنانچہ جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے آپ ﷺ خاموش رہتے اور جب وہ چلے جاتے تو آپ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اسے پڑھتے۔(۶۹)

فترتِ وحی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پہلی وحی کے نزول کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا، ہمیں پہنچنے والی خبروں کے مطابق رسول اللہ ﷺ اس سے سخت غم گین ہوئے، کئی مرتبہ آپ کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر خود کو گرانے کا خیال آیا، لیکن آپ جب بھی اس خیال سے کسی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے جبریل (علیہ السلام) آجاتے اور آپ سے کہتے اے محمد! (ﷺ) آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اس سے آپ پُرسکون ہوجاتے اور واپس تشریف لے آتے، پھر جب دوبارہ فترت وحی کے زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ پر یہ کیفیت طاری ہوتی، تو حسب سابق جبریل تسلی کو آجاتے تھے۔(۷۰)

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے، دو یا تین راتیں قیام نہ کرسکے ایک (مشرکہ) عورت نے آکر کہا: اے محمد! (ﷺ) میرا خیال ہے تیرے شیطان نے تجھے دو یا تین راتوں سے چھوڑ دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَ الضُّحٰیO وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰیO مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰیO (۷۱)

قسم ہے روشن دن کی۔ اور رات کی جب وہ چھا جائے۔ نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔(۷۲)

وحی کا تسلسل اور آغازِ تبلیغ

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟ انہوں نے کہا: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے تو بتایا گیا ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ'' (سب سے پہلے نازل ہوئی) ابوسلمہ نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟ انہوں نے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ میں نے کہا مجھے تو بتایا گیا ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ'' جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں وہی بات بتاتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمائی تھی، آپ نے فرمایا: میں (غار) حرا میں گوشہ نشین رہا، مدت پوری کرنے کے بعد میں پہاڑ سے نیچے اترا، جب میں وادی کے درمیان پہنچا مجھے آواز دی گئی میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھا تو مجھے

کوئی نظر نہ آیا، میں نے اوپر دیکھا تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا، میں خوف کی وجہ سے زمین کی طرف جھک گیا، پھر میں نے اپنے گھر والوں کے پاس آ کر کہا کہ مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو، تو انہوں نے مجھے چادر اڑھا دی، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

يَاۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ فَاَنْذِرْ O وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ O وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ O وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ O (۷۳)

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو اور خبر دار کرو۔ اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ اور گندگی سے دور رہو۔

ان آیات کے نزول کے بعد وحی تسلسل سے نازل ہونے لگی۔ (۷۴)

و اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور کہا: یا صباحاہ، یا صباحاہ (ہائے صبح کی آفت، ہائے صبح کی آفت، عرب میں یہ صدا وہ شخص لگاتا تھا جو صبح کے جھٹ پٹے کسی دشمن کو اپنے قبیلے پر حملہ آور ہونے کے لئے آتے ہوئے دیکھتا تھا) اے بنو فہر، اے بنو عدی، قریش جمع ہو گئے، جو خود نہیں آ سکا اس نے اپنی طرف سے کسی کو بھیج دیا، آپ سے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن تم پر صبح یا شام کو حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے، انہوں نے کہا: ہاں، ہمیں آپ سے کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا، آپ سچ بولتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا: میں تمہیں سخت عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں (اِنِّىْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ) قریش کے لوگو! اپنی جانوں کو جہنم سے بچاؤ، میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، اے بنو مرہ بن کعب اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ، اے بنو عبد شمس! اے بنو عبد مناف! اے بنو ہاشم! اے بنو عبد المطلب! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ، میں تمہارے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

اے عباس بن عبد المطلب! اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، اے فاطمہ! محمد (رسول اللہ ﷺ) کی بیٹی! جو مال مجھ سے مانگنا ہو مانگو، اپنی جان کو دوزخ سے بچاؤ، میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، ابولہب نے کہا: تیرا ستیاناس ہو کیا تو نے

ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ اللھب نازل فرمائی:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّO مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَO سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍO وَّامْرَاَتُهٗ ط حَمَّالَةَ الْحَطَبِO فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍO (۷۵)

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہوگیا، نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی، وہ عنقریب شعلے والی آگ میں داخل ہوگا، اور اس کی بیوی (بھی) جو لکڑیاں اٹھا کر لانے والی ہے (یعنی چغل خور ہے)، اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہوگی۔(۷۶)

نبوی تعلیم و ہدایت کی مثال

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم اور ہدایت دے کر بھیجا اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جو زمین پر برسی، زمین کا کچھ حصہ پاکیزہ عمدہ تھا اس نے پانی کو جذب کرلیا اور اس نے گھاس اور بہت سا سبزہ اُگایا، اور زمین کا کچھ حصہ سخت تھا اس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ دیا انہوں نے اس سے پانی پیا (جانوروں کو) پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا اور وہ بارش زمین کے ایسے حصے پر برسی جو چٹیل میدان تھی نہ اس نے پانی کو جذب کیا نہ ہی کسی قسم کی گھاس اگائی، یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ عز وجل کے دین کو سمجھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم و ہدایت دے کر مبعوث فرمایا ہے اس سے فائدہ اٹھایا، اس کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو علم سکھایا، اور دوسری مثال اس شخص کی ہے جس نے ہدایت و علم کی طرف سر اٹھا کر نہ دیکھا (تکبر کیا) اور اس ہدایت کو قبول نہ کیا جسے دے کر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔(۷۷)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور اس ہدایت کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس شخص کی مثال ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور اس نے کہا میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ ایک لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو کھلا ڈرانے والا ہوں، سو تم خود کو (اس کے حملے سے) بچاؤ، اس کی قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور سر شام اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چل دیے اور نجات پا گئے، اور قوم کے ایک گروہ نے اس کو جھٹلایا اور اپنی جگہ پڑے رہے، صبح دم لشکر نے انہیں آلیا اور ان پر حملہ کر کے انہیں ہلاک اور تباہ کر دیا، یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور میرے لائے ہوئے پیغام کی اتباع کی ہے، اور اس شخص کی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے (پیغام) حق کو جھٹلایا۔(۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی، جب اس آگ نے ماحول کو روشن کیا تو پروانے اور حشرات الارض اس میں گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے بچانے لگا اور وہ اس پر غالب آ کر آگ میں دھڑا دھڑ گرنے لگے، یہ میری اور تمہاری مثال ہے میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچا رہا ہوں اور تم مجھ پر غالب آ رہے ہو اور میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔ (۷۹)

اولین مسلمان اور اولین نمازی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، راوی عمرو بن مرہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم نخعی سے کہا تو انہوں نے اس کو صحیح نہ سمجھا اور کہا کہ سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے، بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، آپ اس وقت آٹھ سال کے تھے اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ (۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور منگل کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ (۸۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے پہلے سات افراد نے اپنے اسلام کا اظہار کیا، رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، عمار، اس کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کے ذریعہ آپ کو تحفظ فراہم فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعہ تحفظ عطا فرمایا، باقی سب کو مشرکوں نے پکڑ لیا، ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں جلنے کے لئے ڈال دیا، تو ان میں سے ہر شخص نے مشرکوں کے ارادہ کی مہم نوائی کی سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے، ان کی جان اللہ کی محبت میں بے وقعت ہوگئی، اور وہ قوم میں بے حیثیت تھے، مشرکوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا، لڑکے آپ کو پکڑ کر مکہ کی وادیوں میں گھماتے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ احد احد کہتے تھے۔ (۸۲)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت بھی دیکھا جب آپ کے ساتھ (بطور مسلمان) صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ (۸۳)

سب سے سخت آزمائش انبیا کی ہوتی ہے پھر دوسرے خاصانِ خدا کی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ غم گین بیٹھے تھے، بعض اہل مکہ نے آپ کو اس قدر مارا تھا کہ آپ خونم خون ہو رہے تھے، جبریل علیہ السلام نے پوچھا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، جبریل علیہ السلام گویا ہوئے: کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو (آپ کی حقانیت کی) ایک نشانی دکھاؤں، فرمایا: ہاں، جبریل نے وادی کی دوسری طرف ایک درخت کو دیکھ کر کہا: اس درخت کو بلائیں، آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا تو وہ چلتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا، جبریل علیہ السلام نے کہا: اسے واپس چلے جانے کا کہیں، آپ نے اسے واپس چلے جانے کو کہا تو وہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے یہ نشانی کافی ہے۔ (۸۴)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابو جہل اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے، صبح کو ایک اونٹ ذبح کیا گیا تھا، ابو جہل نے کہا: تم میں کون بنو فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی کی طرف جائے گا اور اسے لے کر سجدہ کے دوران محمد (ﷺ) کے کندھوں کے درمیان رکھ دے؟ تو قوم کا بد بخت ترین شخص اٹھا اوجھڑی اٹھا لایا اور اسے نبی کریم ﷺ کے سجدہ کے دوران آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا، وہ ہنسنے لگے اور ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے، میں کھڑا دیکھ رہا تھا، اگر میرے پاس طاقت ہوتی تو میں اسے رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک سے دور پھینک دیتا، نبی ﷺ سجدہ میں رہے سر مبارک نہیں اٹھا رہے تھے، تا آنکہ ایک شخص نے جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا، آپ اس وقت کم سن تھیں، انہوں نے آکر اوجھڑی ہٹائی اور انہیں (ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کو) بُرا بھلا کہا، جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے آپ نے بلند آواز سے ان کے خلاف دعا کی اور جب آپ دعا کرتے تو تین بار دعا کرتے تھے اور جب آپ سوال کرتے تو تین بار سوال کرتے تھے، پھر آپ نے تین مرتبہ کہا: اے اللہ! قریش کی گرفت فرما، جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی جاتی رہی اور وہ آپ کی دعا سے ڈر گئے، پھر آپ نے عرض کی: اے اللہ! ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کی گرفت فرما۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے انہیں بدر کے دن مردہ دیکھا، سورج کی گرمی نے ان کی لاشیں بگاڑ دی تھیں پھر انہیں بدر کے ایک کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔(۸۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) کی آیت کریمہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ''اور اپنی نماز میں بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے) کے شان نزول کے بارے میں بیان کرتے ہیں، یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر رہتے تھے، جب آپ ﷺ صحابہ کو بلند آواز سے نماز پڑھاتے، مشرکین قرآن سن کر قرآن مجید کو، قرآن نازل کرنے والے کو اور قرآن لانے والے کو گالیاں بکتے، اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا: ''لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ'' آپ اس قدر بلند آواز سے قرأت نہ کریں کہ مشرکین اسے سنیں اور قرآن کو گالیاں دیں نہ ہی اتنا آہستہ پڑھیں کہ آپ کے اصحاب سن نہ سکیں، ''وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا'' ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کی آواز سے تلاوت کریں۔(۸۶)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا: مجھے مشرکین مکہ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت کارروائی کے متعلق بتائیں، انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے نبی اکرم ﷺ کے شانے کو پکڑا، اپنا کپڑا نبی کریم ﷺ کے گلے میں ڈالا اور آپ کا گلا گھونٹنے لگا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں عقبہ کا کندھا پکڑا اسے پیچھے دھکیلا اور فرمایا:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَ كُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (۸۷)

کیا تم ایک شخص کو صرف اس بناء پر قتل کردو گے کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آیا۔(۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابو جہل نے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے سجدہ کرتے ہیں (نماز پڑھتے ہیں) انہوں نے کہا: ہاں، کہنے لگا مجھے لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے اسے ایسا کرتے دیکھ لیا تو اس کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا یا اس کا چہرہ خاک آلود کر دوں گا۔ راوی کہتے ہیں ابو جہل رسول اللہ ﷺ کو حالتِ نماز میں دیکھ کر آپ کی گردن پر پاؤں رکھنے کے ارادے سے آگے بڑھا، اچانک وہ الٹے قدم پیچھے ہٹا اور ہاتھ آگے کر کے کسی چیز سے بچنے کی کوشش کرنے لگا، لوگوں نے اسے کہا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا میرے اور اس کے درمیان آگ کی خندق تھی اور (فرشتوں کے)

پر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ میرے قریب آتا فرشتے اس کا جوڑ جوڑ الگ کر دیتے۔ اور یہ آیات نازل ہوئیں:

كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ O أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَىٰ O إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ O أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ O عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ O أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ O أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ O أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ O أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ O كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ O نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ O فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ O سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ O كَلَّا لَا تُطِعْهُ (۸۹)

ہرگز نہیں انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے (حالانکہ) پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی طرف ہے، کیا تو نے اس کو دیکھا جو منع کرتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے، بھلا دیکھو تو! اگر وہ ہدایت پر ہوتا، یا پرہیز گاری کا حکم کرتا، بھلا دیکھو تو! اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑا، کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے، خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایسی پیشانی جو جھوٹی خطا کار ہے، سو یہ اپنی مجلس والوں کو بلالے، ہم بھی دوزخ کے فرشتے بلاتے ہیں، خبردار! آپ اس کا کہنا نہ مانئے۔ (۹۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل آگیا اور کہنے لگا: میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا؟ میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا؟ میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا؟ نبی ﷺ نے مڑ کر اسے ڈانٹ دیا، ابوجہل بولا تم جانتے ہو کہ کوئی مجلس میرے حمایتوں کی مجلس سے بڑی نہیں ہوتی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ O سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ O (۹۱)

سو یہ اپنی مجلس کو بلالے، ہم بھی دوزخ کے فرشتے بلاتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اگر ابوجہل اپنے حمایتوں کو بلاتا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔ (۹۲)

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ اس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر کا سہارا لئے ہوئے تشریف فرما تھے، ہم نے عرض کیا: کیا آپ ہمارے لئے نصرت طلب نہیں فرمائیں گے؟ کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں کریں گے (کہ مشرکوں کی اذیتوں سے ہمیں نجات ملے) یہ سن آپ سیدھے ہو بیٹھے اور آپ کا چہرہ (غصہ سے) سرخ ہوگیا، آپ نے ارشاد

فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی (صاحب ایمان) شخص کو پکڑا جاتا اور زمین میں اس کے لئے گڑھا کھود کر اسے اس میں کھڑا کیا جاتا پھر اس کے سر پر آرا لا کر رکھا جاتا اور اسے دو ٹکڑوں میں چیر دیا جاتا، لوہے کی کنگھیوں کے ذریعے اس کی ہڈیوں سے اس کا گوشت اور پٹھے اتارے جاتے اور یہ اذیت بھی اسے اپنے دین سے نہ پھیر سکتی۔

قسم ہے اللہ کی، اللہ تعالیٰ اس امر (دین) کو ضرور مکمل فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت کا سفر کرے گا اور اسے اللہ اور اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔ (۹۳)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا میرے والدین دین پر کاربند رہے، کوئی دن ایسا نہیں جاتا تھا کہ اس میں صبح و شام رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف نہ لایا کرتے ہوں، جب مسلمانوں پر آزمائشوں کا دور شروع ہوا (انہیں اذیتیں دی جانے لگیں) ابو بکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے، جب آپ برک الغماد کے مقام پر پہنچے تو وہاں آپ کی قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: ابو بکر کہاں کا ارادہ ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سفر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا: ابو بکر! آپ جیسا آدمی نہ خود نکلتا ہے نہ اسے (اپنے وطن سے) نکالا جاتا ہے کہ آپ نادار لوگوں کے لئے کماتے ہیں صلہ رحمی کرتے ہیں، معاشرے پر بار لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں، میں آپ کو پناہ دیتا ہوں، آپ واپس چلیں اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کریں، آپ واپس آ گئے، ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ آ گیا، شام کو ابن دغنہ اشرافِ قریش کے سرغنوں کے پاس گیا اور ان سے کہا ابو بکر جیسا آدمی نہیں نکل سکتا، نہ نکالا جا سکتا ہے، کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کے لئے کماتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، معاشرہ پر بار لوگوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کے کاموں میں دوسروں کی مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ کو مسترد نہیں کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دے دی، البتہ ابن دغنہ سے کہا کہ ابو بکر سے کہو کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے، اپنے گھر میں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے، ہمیں اپنی قرأت سے تکلیف نہ دے اور بلند آواز سے بھی نہ پڑھے کیوں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری

عورتیں اور اولاد فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائے۔ ابن الدغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے، نہ نماز علانیہ ادا کرتے نہ ہی اپنے گھر کے سوا دوسری جگہ تلاوت کرتے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مَن میں ایک بات آئی اور انہوں نے اپنے گھر کے سامنے صحن میں مسجد بنالی اور اس میں نماز پڑھنے لگے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے، جب آپ تلاوت کرتے تو مشرکوں کی عورتیں اور بچے ان پر ہجوم کرتے اور تعجب سے دیکھتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن پڑھتے تو بے اختیار رونے لگتے، قریش کے کافر سرغنے یہ کیفیت دیکھ کر گھبرا گئے اور ابن الدغنہ کو بلا بھیجا، وہ مکہ میں آیا تو ان سب نے اس سے کہا کہ ہم نے ابو بکر کو اس شرط پر امان دی کہ وہ اپنے ربّ کی اپنے گھر میں عبادت کریں گے لیکن انہوں نے شرط کے خلاف اپنے مکان کے سامنے صحن میں مسجد بنالی اور سب کے سامنے نماز اور قرآن پڑھنے لگے ہیں، ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے آزمائش میں نہ پڑ جائیں (متاثر نہ ہو جائیں) تم ان کے پاس جا کر کہو اگر وہ اپنے گھر کے اندر اپنے رب کی عبادت کرنے پر تیار ہو جائیں تو کریں اور اگر وہ انکار کر دیں تو وہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں کیوں کہ ہمیں تمہاری امان توڑنا پسند نہیں، اور ہم ابو بکر کو علانیہ عبادت کبھی نہیں کرنے دیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابن الدغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا کہ آپ کو وہ شرط تو معلوم ہے: جس پر میں نے آپ کا ذمہ لیا تھا، آپ یا تو اس شرط پر قائم ہو جائیں یا پھر میری امان مجھے واپس کر دیں، کیوں کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ عربوں میں اس بات کی شہرت ہو کہ میرا ذمہ توڑا گیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم اپنا ذمہ (امان) واپس لے لو، میں اللہ کی امان پر راضی ہوں۔ (۹۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا کافروں نے ان کے مکان کو گھیر لیا اور کہنے لگے: عمر بے دین ہو گیا، میں ان دنوں بچہ تھا، اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا، عمر رضی اللہ عنہ خوف زدہ ہو کر اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں عاص بن وائل سہمی آیا اس نے دھاری دار حلہ اور ریشمی گوٹ کی قمیص پہنی ہوئی تھی، اس کا تعلق قبیلہ بنو سہم سے تھا جو دورِ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے، عاص نے پوچھا: اے عمر! تمہارا کیا حال ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے، عاص باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ وادی لوگوں سے بھر چکی ہے، اس نے پوچھا: تمہارا کہاں کا ارادہ ہے، لوگوں نے کہا:

ہم ابن خطاب کے پاس جارہے ہیں کیوں کہ وہ بے دین ہوگیا ہے، عاص نے کہا: میں نے ان کو پناہ دے دی ہے (ان کا حمایتی ہوں) یہ سن کر لوگ واپس چلے گئے۔(۹۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے متعلق معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: اس وادی مکہ کے لئے سوار ہو جاؤ اور اس شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرو جو نبی ہونے کا دعوے دار ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، اس کی باتیں سنو اور پھر میرے پاس آؤ، اس کا بھائی وہاں سے چل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ کے ارشادات سنے پھر واپس ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جا کر ان کو بتایا میں نے خود انہیں دیکھا ہے وہ اچھے اخلاق وعادات کا حکم دیتے ہیں اور ان کا کلام شعر وشاعری نہیں ہے، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمہیں جس مقصد کے لئے بھیجا تھا اس سلسلہ میں میری تشفی نہیں ہوئی، چنانچہ انہوں نے خود رخت سفر باندھا، عصا اور پانی سے بھرا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں آئے، نبی اکرم ﷺ کو تلاش کیا، ابوذر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ ﷺ کے بارے میں پوچھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے، زمزم پیتے اور مسجد حرام میں رہتے تھے، ایک رات ابوذر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو جان گئے کہ کوئی مسافر ہے، علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے متعلق نہیں پوچھا، جب صبح ہوئی ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور زادِراہ اٹھایا اور مسجد میں چلے آئے، یہ دن بھی ویسے گزر گیا اور ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے، شام ہوئی تو اپنے ٹھکانے پر سونے کی تیاری کرنے لگے کہ علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اس شخص نے اپنی منزل کو نہیں پایا، علی رضی اللہ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور اپنے ساتھ لے چلے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے کچھ نہیں پوچھا، جب تیسرا دن ہوا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا: آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ تمہارے یہاں آنے کا سبب کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ مجھ سے پختہ عہد و پیمان کر لیں کہ آپ میری رہ نمائی کریں گے تو میں آنے کا مقصد بتا دوں گا، علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے آنے کا مقصد بتا دیا، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلا شبہ رسول اللہ ﷺ حق پر ہیں، صبح کو آپ میرے ساتھ پیچھے پیچھے چلیں، اگر میں نے کوئی ایسی بات محسوس کی جس کی وجہ سے مجھے

تمہارے بارے میں کوئی خطرہ محسوس ہوا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا گویا مجھے پیشاب کرنا ہے یا جوتا مرمت کرنا ہے (آپ نہ رکیں) اور اگر میں ویسے چلتا رہوں تو آپ میرے پیچھے پیچھے چلتے رہیں، اس طرح میں جس گھر میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا، انہوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ ابو ذر علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام قبول کرلیا، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اب تم اپنی قوم میں لوٹ جاؤ اور انہیں میرے بارے میں بتاؤ جب تمہیں میرے غلبہ کا معلوم ہو جائے (پھر واپس آجانا) ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میں ان (اہل مکہ) کے سامنے بہ بانگ دہل کلمۂ توحید اور اقرار رسالت کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ہاں سے مسجد میں آئے اور بلند آواز سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں اتنا مارا کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ گر پڑے، اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آگئے اور خود کو ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اوپر ڈال کر قریش کے لوگوں سے کہا: افسوس! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس شخص کا تعلق قبیلۂ غفار سے ہے اور تمہارے تاجروں کا شام کو جانے والا راستہ وہیں سے گزرتا ہے، اس طرح عباس رضی اللہ عنہ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے بچایا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد حرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا اور قوم آپ پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے، اس دن بھی عباس رضی اللہ عنہ نے آپ پر گر کر آپ کو لوگوں سے بچایا۔ (۹۶)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں، میرا بھائی انیس اور میری ماں ہم اپنی قوم غفار سے نکلے، وہ لوگ ماہ حرام کو حلال جانتے تھے، ہم اپنے ماموں کے پاس پہنچے وہ دولت مند اور حیثیت والے انسان تھے، ماموں نے ہمیں عزت دی اور ہمارے ساتھ حسن سلوک کیا، ان کی قوم کے لوگوں نے ہم سے حسد کیا اور ماموں سے کہا: جب تم اپنے گھر والوں سے باہر جاتے ہو تو انیس (بُرے ارادے سے) وہاں پہنچ جاتا ہے، ماموں نے ہمیں آکر یہ بات بتائی تو میں نے کہا: آپ نے اپنی سابقہ نیکی اور بھلائی ضائع کردی، اتنا کچھ جاننے کے بعد ہم آپ کے پاس نہیں رہ سکتے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم اپنے اونٹ کے پاس گئے، سامان لادا، ہمارے ماموں منہ پر کپڑا ڈال کر رونے لگ گئے، ہم لوگ مکہ کے سامنے اترے، اسی دوران انیس نے ایک شخص سے اپنے اونٹ کی بڑائی جتلائی اس نے اپنے اونٹ پر فخر کیا، دونوں فیصلے کے لئے کاہن کے پاس گئے، کاہن نے انیس کے اظہار فخر کو پسند کیا، اس طرح انیس ہمارا اونٹ اور ایک دوسرا اونٹ لے آئے۔

حضرت عبداللہ بن صامت کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات سے تین سال قبل نماز شروع کردی تھی، میں نے پوچھا: کس کے لئے، کہا: اللہ کے لئے، میں نے کہا: آپ کس طرف متوجہ ہوتے تھے؟ وہ بولے جس طرف اللہ عزوجل مجھے متوجہ فرمادیتا تھا، میں عشاء کی نماز پڑھتا یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آجاتا، میں دن چڑھے تک اوجھل رہتا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انیس نے کہا مجھے مکہ میں کچھ کام ہے میرے آنے تک آپ یہیں رہیں، انیس گئے اور کافی تاخیر کے بعد میرے پاس آئے، میں نے تاخیر سے آنے کا سبب پوچھا، وہ کہنے لگا میری مکہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی ہے جو تمہارے دین پر ہے، وہ کہتا ہے اسے اللہ عزوجل نے بھیجا ہے، میں نے انیس سے پوچھا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے کہا: لوگ اسے شاعر، جادوگر اور کاہن کہتے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انیس خود بھی شاعر تھا، اس نے کہا: میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں، لیکن ان کا کلام کاہنوں جیسا نہیں، میں نے اس کے کلام کا موازنہ شاعروں کے کلام سے کیا ہے لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے موزوں شعر نہیں آسکتے، اللہ کی قسم! وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انیس سے کہا: تم یہاں رہو گے تاکہ میں اسے جا کر دیکھوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مکہ میں پہنچا، میں نے ایک ناتواں شخص کو منتخب کرکے اس سے پوچھا: وہ شخص کہاں ہے جسے تم صابی (دین بدلنے والا) کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کرکے کہا: صابی آگیا ہے، یہ سنتے ہی وادی (مکہ) والے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر پل پڑے یہاں تک کہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑا، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے خود کو لال بت کی طرح (خون میں لت پت) پایا، میں زمزم کے پاس آیا پانی پیا اور اپنے جسم سے خون دھویا، بھتیجے! میں وہاں تیس راتیں یا تیس دن ٹھہرا رہا، میرا کھانا صرف آب زمزم تھا، آب زمزم پی کر میں موٹا ہوگیا، میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہوگئیں، مجھے فاقے کی لاغری اور کمزوری محسوس نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ چاندنی رات میں جب کہ اہل مکہ سو رہے تھے اور دو عورتوں کے علاوہ کوئی اور طواف نہیں کر رہا تھا، وہ میرے پاس سے اساف اور نائل نامی بتوں کو پکارتے ہوئے گزریں، میں نے ان سے کہا: ایک کا دوسرے سے نکاح کردو، وہ پھر بھی باز نہ آئیں بتوں کو پکارتی رہیں، دوبارہ جب وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کہا: بت لکڑی کی طرح (بے جان) ہیں، میں ایسا نہیں ہوں، وہ دونوں عورتیں چلاّتی ہوئی چلی گئیں وہ کہہ رہی تھیں کاش اس وقت ہمارا کوئی آدمی ہوتا، راستے میں ان عورتوں کو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے

وہ پہاڑ سے اتر رہے تھے، انہوں نے عورتوں سے پوچھا: کیا بات ہے؟ عورتوں نے بتایا: ایک صابی کعبے کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے، انہوں نے پوچھا: وہ کیا کہتا ہے؟ عورتوں نے کہا وہ فحش بات کہتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی تشریف لائے، حجر اسود کو بوسہ دیا، طواف کیا اور نماز پڑھی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے میں آپ کے پاس آیا، میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اہل اسلام کا سلام کیا اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ'' پھر پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: قبیلہ غفار کا ایک شخص ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر پیشانی پر رکھا، میں نے اپنے دل میں سوچا میرا غفاری ہونا آپ کو ناگوار گزر رہا ہے، میں نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپ کے ساتھی نے مجھے پیچھے ہٹا دیا، وہ آپ ﷺ کے دل کا حال مجھ سے زیادہ جانتے تھے، آپ نے مجھ سے پوچھا: یہاں کب سے ہو؟ میں نے عرض کیا: تیس رات یا دن سے ہوں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تمہیں کھانا کون کھلاتا تھا؟ میں نے کہا: میرا کھانا صرف آبِ زمزم تھا، میں اسی سے موٹا ہو گیا، اسی سے میرے پیٹ کی سلوٹیں دور ہو گئیں اور میں نے کسی قسم کی لاغری اور فاقہ کشی کی کمزوری محسوس نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی برکت والا ہے اور کھانے کی طرح سیر کر دیتا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آج مجھے اس کو کھانا کھلانے کی اجازت دیجئے، پھر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے، میں بھی ان کے ساتھ چلا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا، وہ ہمیں طائف کی کشمش نکال نکال کر دینے لگے، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا، پھر میں وہاں رہا جب تک رہا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کھجور والی ایک زمین دکھائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں وہ یثرب ہے، کیا تم اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچاؤ گے، شاید اللہ عزوجل تمہاری ذات سے انہیں نفع دے اور تمہیں اس کا اجر دے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے روانہ ہو کر اپنے بھائی انیس کے پاس آیا، انیس نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کی ہے، انیس نے کہا: مجھے بھی آپ کے دین سے نفرت نہیں میں نے بھی اسلام قبول کیا اور آپ کی تصدیق کی، پھر ہم اپنی والدہ کے پاس آئے، انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا، پھر ہم نے اپنا سامان لادا اور اپنی قوم غفار کے پاس آئے، آدھی قوم مسلمان ہو گئی، ان کے سردار خفاف بن ایماء بن رحضہ الغفاری رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرتے تھے، باقی لوگوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائیں گے ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے، رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو باقی لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: قبیلۂ اسلم کے لوگوں نے آ کر کہا: یا رسول اللہ! ہم بھی اپنے بھائیوں کی طرح اسلام قبول کرتے ہیں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غفار کی مغفرت فرمائے اور اسلم کو سلامتی عطا فرمائے۔ (۹۷)

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ

حضرت ابولیلیٰ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت خباب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ، کیوں کہ عمار رضی اللہ عنہ کے سوا اس جگہ کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں، تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ پر سے وہ نشانات دکھانے لگے جو مشرکوں کی جانب سے (اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے انگاروں پر لٹانے سے) اذیت دینے سے لگے تھے۔ (۹۸)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں دورِ جاہلیت میں لوہار کا کام کرتا تھا میں نے عاص بن وائل سہمی کے لئے ایک تلوار بنائی تھی، ایک دن میں اس سے اجرت مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اس وقت تک اجرت نہیں دوں گا جب تک تم محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کرو گے، میں نے کہا: میں محمد کی نبوت کا انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھے مارے پھر زندہ فرمائے، وہ کہنے لگا جب اللہ تعالیٰ مجھے موت کے بعد زندگی دے گا تو میرے پاس اس وقت مال اور اولاد بھی ہوگی اس وقت میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

اَفَرَءَ یْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا O اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا O کَلَّا ط سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا O وَّنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا O (۹۹)

پھر آپ نے دیکھا اس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا، کیا اسے غیب کا پتا چل گیا ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہے، ہرگز نہیں جو کچھ یہ بکتا ہے اسے ہم لکھ لیں گے اور اس کے لئے سزا میں اور زیادہ اضافہ کریں گے۔ جس سر و سامان اور لاؤ لشکر کا یہ ذکر کر رہا ہے یہ سب ہمارے پاس رہ جائے گا اور یہ اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔ (۱۰۰)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں بیان کیا کہ بخدا ایک وقت وہ

تھا جب عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے اور اپنی بہن کو اس لئے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا۔ (۱۰۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں نے قسم کھائی تھی کہ ان سے اس وقت تک بات نہیں کرے گی جب تک وہ اپنا دین (اسلام) نہ چھوڑیں گے اور نہ ہی کھائیں اور پئیں گی یہاں تک کہ مرجائیں، اور کہا کہ تجھے اللہ نے ماں باپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں تجھے اسلام کو چھوڑنے کا حکم کرتی ہوں، پھر وہ تین دن تک یونہی کھائے پئے بغیر رہیں، یہاں تک کہ ان پر کمزوری کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی، آخر ان کے عمارہ نامی بیٹے نے ان کو پانی پلایا، لوگ جبراً ان کا منہ کھول کر ان کو کھلاتے تھے، وہ (ہوش میں آکر) سعد کو بددعا کرنے لگتیں، تب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ’’ فَلَا تُطِعْهُمَا (۱۰۲)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے، لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبود) کو شریک ٹھہرائے جسے تو معبود نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر۔ (۱۰۳)

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ

خالد بن عمیر بیان کرتے ہیں حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتواں مسلمان تھا، ہمارے پاس کھانا نہیں ہوتا تھا ہم درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔ میں نے ایک چادر پائی تو اسے اپنے اور سعد بن مالک کے درمیان دو ٹکڑوں میں بانٹ دیا، آدھے حصے کا میں نے اور آدھے حصے کا سعد رضی اللہ عنہ نے ازار بنالیا۔ (۱۰۴)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں دورِ جاہلیت میں لوگوں کو گم راہی میں مبتلا دیکھتا

تھا، وہ سیدھے راستے پر نہیں تھے وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے، پھر میں نے ایک شخص سے مکے کے متعلق باتیں سنیں، میں اپنی سواری پر مکے پہنچا، رسول اللہ ﷺ چھپ کر رہتے تھے اور آپ کی قوم آپ پر دلیر تھی، میں نے آپ کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں، میں نے پوچھا: اللہ کے نبی کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، میں نے کہا: کیا اللہ نے آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: اللہ کو ایک مانا جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا جائے، بت توڑے جائیں اور صلہ رحمی کی جائے۔ میں نے عرض کیا: اس معاملے میں آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ ارشاد فرمایا: آزاد اور غلام، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ اور بلال رضی اللہ عنہما تھے، میں نے کہا: میں آپ کی اتباع کروں گا، فرمایا: آج تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، کیا تم نے میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھا، تم واپس اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، جب میرے غلبے کا سنو تو میرے پاس آجانا، میں واپس گھر والوں کے ہاں چلا گیا۔ (۱۰۵)

حضرت ضماد ازدی رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد ازدی رضی اللہ عنہ مکہ میں آئے، ان کا تعلق قبیلۂ ازدشنوءہ سے تھا وہ جنون اور آسیب وغیرہ کو جھاڑتے تھے، اس نے مکہ کے نادانوں کو یہ کہتے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں تو اس نے کہا اگر میں ان کو دیکھوں شاید کہ اللہ انہیں میرے ہاتھ سے شفاء دے دے، وہ آپ سے ملا اور کہا: اے محمد (ﷺ) میں جنون وغیرہ کو جھاڑتا ہوں اور اللہ میرے ہاتھ سے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ نَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، اَمَّا بَعْدُ

بے شک ہر حمد اللہ کے لئے ہے ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ امابعد!

ضماد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کلمات تین بار دہرایئے (یہ کلمات تین بار سننے کے بعد) ضماد نے کہا: میں نے شعر سنے ہیں، کاہنوں اور جادوگروں کی باتیں سنی ہیں لیکن ان جیسے کلمات کبھی نہیں سنے یہ تو سمندر کی تہہ تک پہنچے ہوئے کلمات ہیں، پھر ضماد نے عرض کیا: اپنا ہاتھ لایئے کہ میں اسلام کی بیعت کروں، ضماد رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: یہ اقرار تمہاری اور تمہاری قوم کی طرف سے ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، یہ میری اور میری قوم کی طرف سے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کا ایک سریہ وہاں سے گزرا، تو اس لشکر کے سردار نے ان سے کہا: یہ ضماد کی قوم کے لوگ ہیں تم نے ان سے کچھ لیا تو نہیں، لشکر سے ایک صاحب نے کہا: میں نے ان سے لوٹا لیا ہے، سالارِ لشکر نے کہا: اسے واپس کردو، یہ ضماد کی قوم ہے۔ (۱۰۶)

ہجرتِ حبشہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے (خواب میں) تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے، وہ دو پتھریلے میدانوں کے درمیان کھجوروں والی جگہ ہے، چنانچہ جنہیں ہجرت کرنی تھی وہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کرکے چلے گئے، اور جو لوگ حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ مہاجرین حبشہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ (۱۰۷)

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام اور قلعے کی پیش کش

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اسلام قبول کیا) اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کسی مضبوط قلعے اور لشکر کی ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے قبول نہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے انصار کے نصیب میں یہ سعادت لکھ دی تھی، پھر جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ (۱۰۸)

ابوجہل کی نزولِ عذاب کے لئے دعا

ایک دن ابوجہل نے اس طرح دعا کی ''اے اللہ! اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر

آسمان سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور دردناک عذاب ہم پر لے آ، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ○ (۱۰۹)

اس وقت تو اللہ ان پر عذاب نازل کرنے والا نہ تھا جب کہ آپ ان کے درمیان موجود تھے اور نہ اللہ کا یہ طریقہ ہے کہ لوگ استغفار کر رہے ہوں اور وہ ان کو عذاب دے دے۔ اور اب کیوں نہ اللہ ان پر عذاب نازل کرے جب کہ وہ مسجد حرام کا راستہ روک رہے ہیں حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں، اس کے جائز متولی تو صرف متقی لوگ ہی ہو سکتے ہیں مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ (۱۱۰)

قریش کا جناب ابوطالب سے مطالبہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جناب ابوطالب بیمار ہوئے، قریش ان کی عیادت کو آئے، رسول اللہ ﷺ بھی ان کی طبع پرسی کو تشریف لائے، ابوطالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی، ابوجہل کھڑا ہوا تا کہ آپ کو وہاں نہ بیٹھنے دے، لوگوں نے ابوطالب سے آپ ﷺ کی شکایت کی، ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: بھتیجے! آپ اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ان سے صرف ایک ایسے کلمے کا مطالبہ کرتا ہوں جس کی بدولت اہل عرب ان کے تابع فرمان ہو جائیں گے اور اہل عجم ان کو جزیہ دیں گے، ابوطالب نے کہا: صرف ایک کلمہ، آپ نے فرمایا: صرف ایک کلمہ، چچا وہ ہے ''لا الٰہ الا اللہ'' یہ سن کر قریش کے لوگوں نے کہا: ایک ہی معبود، ہم نے یہ بات پچھلے لوگوں سے نہیں سنی، یہ تو گھڑی ہوئی بات ہے، اور یہ آیات نازل ہوئیں:

صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ○ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ○ وَ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ○ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ○ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى

اٰلِهَتِكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ○ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○ (۱۱۱)

قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔ بل کہ کفار تو تکبر اور ضد میں ہیں۔ ہم ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ سو انہوں نے بہت چیخ و پکار کی لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا۔ کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آیا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر، جھوٹا ہے۔ کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا۔ یقیناً یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ اور ان کے سردار اٹھے کہ یہاں سے چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بیشک اس بات میں آپ کی کوئی غرض ہے۔ ہم نے تو یہ بات پچھلی ملت میں بھی نہیں سنی۔ یہ تو محض گھڑی ہوئی ہے۔ (۱۱۲)

قریش کے سرداروں کا ایک اور مطالبہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش کے سرداروں نے رسول اللہ ﷺ سے میرے، عبد اللہ بن مسعود، صہیب، عمار، مقداد اور بلال رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہا کہ ہم ان لوگوں کے پیچھے بیٹھنے پر راضی نہیں، آپ انہیں اپنے آپ سے دور کریں، رسول اللہ ﷺ کے قلب انور میں خیال آیا (کہ اس طرح شاید قریش کے سرغنے اسلام قبول کرلیں) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (۱۱۳)

اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی رضا کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ پھینکیں۔ ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار آپ پر نہیں ہے اور آپ کے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں ہے، اس پر بھی اگر آپ انہیں دور پھینکیں گے تو ظالموں میں شمار ہوں گے۔ (۱۱۴)

سورہ ''النجم'' کی تلاوت اور وہاں موجود ہر انسان کا سجدہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلی سورت جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی ''النجم'' ہے، نبی کریم ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم کی تلاوت کی اور (آیت سجدہ پر) سجدہ کیا، آپ کے پاس

مسلم اور مشرک جتنے لوگ موجود تھے، سب نے سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے شخص امیہ بن خلف کے، اس نے مٹی یا کنکریاں ہاتھ میں لے کر، پیشانی تک اٹھائیں اور کہا مجھے یہی کافی ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے اسے حالتِ کفر میں مقتول دیکھا۔(۱۱۵)

اللہ تعالیٰ کون سی باتیں سنتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں کعبے کے پردوں میں چھپا ہوا تھا، اتنے میں موٹے پیٹوں اور کم سمجھ والے بنو ثقیف سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اور اس کے دو قریشی داماد یا ایک قریشی اور اس کے دو ثقفی داماد آئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے، ان میں سے ایک بولا تمہارا کیا خیال ہے اللہ عزوجل وہ سب سنتا ہے جو ہم بولتے ہیں؟ دوسرے نے کہا: وہ ہماری بلند آواز سے کی گئی باتیں سنتا ہے اور ہماری آہستہ سے کی گئی باتیں نہیں سنتا، تیسرے نے کہا: وہ سب باتیں سنتا ہے زور سے بولیں یا آہستہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کی گفتگو رسول اللہ ﷺ سے بیان کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَO وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَO (۱۱۶)

اور تم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گی لیکن تم تو یہ سمجھتے رہے کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو خبر ہی نہیں، اور تمہاری اسی بدگمانی نے تمہیں ہلاک کر دیا جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کر رکھی تھی پھر تم خسارے میں پڑ گئے۔(۱۱۷)

شق القمر کا معجزہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے چاند شق ہوا یہاں تک کہ اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے چلا گیا، اور دوسرا سامنے رہا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گواہ رہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ دکھانے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دو مرتبہ چاند کا شق ہونا دکھایا۔

حضرت مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کفار نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کیا ہے، بعض نے کہا: اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو تمام لوگوں پر جادو نہیں کر سکتے، اور یہ آیت نازل ہوئی:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُO وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّO (۱۱۸)

قیامت کی گھڑی قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ مگر ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو چلتا ہوا جادو ہے۔ (۱۱۹)

اگر چاہو تو بطحائے مکہ سونے کا کردوں؟ ربانی پیش کش

حضرت ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ربّ عزّ وجلّ نے میرے لئے بطحائے مکہ کو سونے کا بنا دینے کی پیش کش فرمائی، میں نے عرض کیا نہیں یا ربّ، میں ایک دن شکم سیر اور ایک دن یا تین دن بھوکا رہوں، جب بھوکا ہوں تو تجھے یاد کروں اور تیری بارگاہ میں انکساری کروں، اور جب میں شکم سیر ہوں تو تیری حمد اور شکر کروں۔ (۱۲۰)

سوشل بائیکاٹ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) منیٰ میں یوم نحر (قربانی کے دن) کی صبح ارشاد فرمایا، ہم کل خیف بنو کنانہ یعنی المحصب میں پڑاؤ کریں گے جہاں قریش اور کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کے خلاف ایک دوسرے سے یہ حلف لیا تھا کہ وہ ان سے شادی بیاہ کریں گے نہ ان کے ساتھ خرید وفروخت کریں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ (۱۲۱)

جناب ابو طالب کی وفات

مسیّب بن حزن قریشی مخزومی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کراتے ہیں کہ جب ابو طالب کی موت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ موجود تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا! آپ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں، اس کلمہ کی بنیاد پر میں اللہ کے ہاں آپ کے ایمان کے لئے گواہ رہوں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ بولے: اے ابو طالب! کیا تم عبد المطلب کی ملت سے منہ موڑتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ برابر ابو طالب کو یہی بات کہتے رہے (کہ لا الٰہ الا

اللہ کلمۂ توحید کہہ دو) اور ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ برابر اپنی بات دہراتے رہے، ابو طالب نے آخری بات یہ کی کہ میں عبد المطلب کے دین (ملت) پر ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ضرور تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا: آپ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں (اللہ کی توحید کا اقرار کرلیں) میں قیامت کے دن اس کی (تمہارے ایمان کی) گواہی دوں گا، ابو طالب نے کہا: اگر قریش مجھ پر یہ عیب نہ لگاتے کہ ابو طالب موت سے گھبرا گیا تو میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا (کلمہ پڑھ لیتا)، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

إِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ (۱۲۲)

اے محمد (ﷺ) جسے آپ چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا أُولِىْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (۱۲۳)

نبی (ﷺ) کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔ (۱۲۴)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے تین سال پہلے فوت ہوئیں۔ اور آپ ﷺ نے دو سال یا اس سے لگ بھگ عرصہ کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، نو سال کی عمر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ (۱۲۵)

طائف میں تبلیغ اور بدسلوکی کا سامنا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ پر اُحد کے دن سے بھی کوئی زیادہ سخت دن گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیری قوم سے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں اور مجھے سب سے زیادہ سخت رنج عقبہ کے دن ہوا، میں نے ابن عبد یالیل ابن

عبد کلال (طائف کے سردار) کے سامنے خود کو پیش کیا (اسے اسلام کی تبلیغ کی) لیکن اس نے میرا مطالبہ رد کر دیا، میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ اور دکھی واپس روانہ ہوا، جب میں قرن الثعالب پہنچا میرا غم کچھ ہلکا ہوا، میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے؟ اس میں جبریل علیہ السلام ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ عز وجل آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی (توہین آمیز) باتیں سن چکا ہے اور ان کا جواب بھی ملاحظہ فرما چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ان کے بارے میں جو چاہیں حکم کریں، پھر پہاڑوں پر مامور فرشتے نے مجھے آواز دی، سلام کیا اور کہا اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ جو حکم دیں میں پورا کروں، اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین (جبل ابوقبیس اور جبل قیعقعان) کو ان پر گرا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صلب سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اللہ ہی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔(۱۲۶)

جنات اور آسمانی خبروں میں رکاوٹ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ابتدا میں) جنات کو قرآن سنایا نہ آپ نے ان کو دیکھا، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ (تبلیغ دین کے لئے) بازار عکاظ کی طرف تشریف لے گئے، اس دوران شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی تھی، اور ان پر شہاب برسائے گئے، شیاطین اپنی قوم کی طرف واپس آئے، انہوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ وہ بولے ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی ہے اور ہم پر شہاب برسائے گئے، انہوں نے کہا تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کوئی نئی چیز آ گئی ہے، زمین کے مشرق و مغرب میں گھوم کر دیکھو ایسا کون سا نیا واقعہ ہوا ہے جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے (حصول کے) درمیان حائل ہو گیا ہے، اسی جستجو میں تہامہ کی طرف جانے والے جنات نے رسول اللہ ﷺ کو نخلہ میں دیکھا، آپ عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے اور اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے قرآن کی قرأت سنی تو ادھر متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

پھر وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاO یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًاO (۱۲۷)

ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہِ راست کی طرف رہ نمائی کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر جنات کا یہ قول وحی فرمایا:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاO (۱۲۸)

آپ کہہ دیجئے کہ مجھے وحی کی گئی ہے جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا۔ (۱۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جن آسمان کی طرف چڑھتے، غور سے وحی سنتے، جب وہ ایک کلمہ سن لیتے تو اس کے ساتھ نو کلمے اپنی طرف سے ملا لیتے، ایک کلمہ تو حق (سچ) ہوتا اور وہ جو اضافہ کرتے وہ باطل (جھوٹ) ہوتا، جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی انہیں وہاں جانے سے روک دیا گیا، انہوں نے ابلیس سے آ کر کہا کہ اس سے پہلے تو ہمیں ستاروں (شہاب ثاقب) سے نہیں مارا جاتا تھا، ابلیس نے ان سے کہا: یقیناً زمین میں کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، ابلیس نے (کھوج لگانے کے لئے) اپنے لشکر روانہ کئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دو پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے پایا، راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مکہ کا کہا، جنات نے ابلیس کو جا کر بتایا، ابلیس نے کہا: یہی وہ نیا واقعہ ہے جو زمین میں واقع ہوا ہے۔ (۱۳۰)

جنات کی دوبارہ آمد

علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا ہم میں سے اس رات کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا، واقعہ یوں ہے کہ ہم نے ایک رات آپ کو موجود نہ پایا تو ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا، آپ نہ ملے تو ہم نے کہا کہ آپ کو قید کر لیا گیا ہے یا اٹھا لیا گیا ہے؟ ہم نے وہ رات بری طرح گزاری، جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو غار حرا کی طرف سے تشریف لاتے دیکھا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو نہ پایا، آپ کو تلاش کیا جب بھی نہ پایا، آخر ہم نے بری طرح رات بسر کی، تو آپ نے فرمایا: میرے پاس جنات کا بلانے والا آیا تھا، میں ان کے پاس گیا اور ان کو قرآن سنایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ہمیں وہاں لے کر گئے اور ان کے نشانات اور ان کی آگوں کے نشانات دکھلائے۔ جنوں نے آپ سے توشہ چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس جانور کی ہر ہڈی جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے تمہاری خوراک ہے، تمہارے ہاتھ لگتے ہی وہ گوشت سے بھر جائے گی اور اونٹ کی ہر لید تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہڈی اور اونٹ کی مینگنی سے استنجا نہ کرو کیوں کہ وہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی ابن ابی زائدہ کہتے ہیں وہ الجزیرہ کے جنات تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے تین سال قبل فوت ہوئیں، نبی کریم ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں فرمایا، ان کے فوت ہونے کے تقریباً دو سال بعد شوال کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، نکاح کے وقت بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی عمر چھ یا سات سال تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی بھی شوال کے مہینے میں ہوئی جب کہ ان کی عمر نو سال تھی، ان کی گڑیاں ان کے ساتھ تھیں، اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ واحد امّ المؤمنین ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے شادی کے وقت کنواری تھیں۔ (۱۳۲)

حوالے

۱۔ سنن أبي داود، کتاب السنۃ، باب القدر۔ جامع الترمذی، کتاب القدر

۲۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار

۳۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، کتاب التوحید۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ جامع الترمذی، کتاب الدعوات

۴۔ جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ومن سورۃ البقرۃ۔ سنن أبي داود، کتاب السنۃ، باب فی القدر

۵۔ جامع الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورۃ الاعراف

۶۔ صحیح مسلم، کتاب البر، باب خلق الانسان خلقا لا یتمالک

۷۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ

۸۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی فضل النبی ﷺ

۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ
۱۰۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مبعث النبی ﷺ
۱۱۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ
۱۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر وصوم یوم عرفۃ وعاشوراء والاثنین والخمیس
۱۳۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ
۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب رد المہاجرین الی الانصار منائحھم من الشجر والثمر حین استغنوا عنہا بالفتوح
۱۵۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ وان الولد مخلوق من مائیھما
۱۶۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کیف یکتب ھذا ما صالح فلاں بن فلاں وفلاں بن فلاں الخ
۱۷۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسماء
۱۸۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ماذکر الاسواق، کتاب المناقب، باب کنیۃ النبی ﷺ
۱۹۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب المناقب
۲۰۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم التی ارضعنکم، ویحرم من الرضاعۃ مایحرم من النسب۔ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب تحریم الربیبۃ وأخت المرأۃ
۲۱۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم التی ارضعنکم، ویحرم من الرضاعۃ مایحرم من النسب۔ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب تحریم الربیبۃ وأخت المرأۃ
۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحھم من الشجر والثمر الخ
۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السمٰوٰت
۲۴۔ صحیح البخاری، کتاب الاجارہ، باب رعی الغنم علی قراریط۔ سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الصناعات
۲۵۔ سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب فی کراھیۃ المراءاۃ
۲۶۔ سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب فی العدۃ
۲۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب القافۃ
۲۸۔ صحیح البخاری، فی فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل
۲۹۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل مکۃ وبنیانھا، کتاب الصلوۃ، باب کراھیۃ التعری فی الصلاۃ وغیرھا، کتاب المناقب، باب بنیان الکعبۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب الاعتناء بحفظ العورۃ
۳۰۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ وتسلیم الحجر علیہ قبل النبوۃ
۳۱۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی آیات اثبات نبوۃ النبی ﷺ الخ

۳۲۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ
۳۳۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کم اقام النبی ﷺ بمکۃ
۳۴۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ
۳۵۔ بنی اسرائیل:۸۱
۳۶۔ سبا:۴۸
۳۷۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب فتح مکہ۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب ازالۃ الاصنام من حول الکعبۃ
۳۸۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ نوح
۳۹۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفۃ
۴۰۔ بنی اسرائیل:۵۷
۴۱۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ
۴۲۔ صحیح مسلم، باب فی الوقوف، وقولہ تعالیٰ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ
۴۳۔ الانعام:۱۴۰
۴۴۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ زمزم
۴۵۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۴۶۔ صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب اسلام سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام
۴۷۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ہجرۃ النبی ﷺ۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب صفۃ النبی ﷺ ومبعثہ وسنہ
۴۸۔ صحیح مسلم، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام فی کل شہر الخ
۴۹۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ
۵۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی فضل اصحاب رسول اللہ ﷺ۔ سنن نسائی، کتاب الایمان والنذور، باب الوفاء بالنذر
۵۱۔ صحیح البخاری، کتاب التیمم، ابواب المساجد، کتاب الجہاد، باب قول النبی ﷺ واحلت لکم الغنائم۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد۔ سنن نسائی، کتاب الغسل والتیمم، باب التیمم بالصعید
۵۲۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب قول النبی ﷺ نصرت بالرعب مسیرۃ شہر، کتاب الاعتصام بالکتاب۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد۔ جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغنیمۃ۔ سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب وجوب الجہاد۔ ابن ماجہ، ابواب التیمم، باب ماجاء فی السبب

۵۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ، انا اوّل الناس یشفع فی الجنۃ وانا اکثر الانبیاء تبعا
۵۴۔ جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب سلوا اللہ لی الوسیلۃ
۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق
۵۶۔ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصراط جسر جہنم۔ صحیح مسلم، باب معرفۃ طریق الرؤیۃ
۵۷۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی ﷺ۔ ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ
۵۸۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی ﷺ
۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب اول
۶۰۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ خاتم النبیین
۶۱۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین
۶۲۔ جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب سلوا اللہ لی الوسیلۃ
۶۳۔ العلق: ۱۔۵
۶۴۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ
۶۵۔ جامع الترمذی، ابواب الرؤیا، باب ماجاء فی رؤیا النبی ﷺ
۶۶۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب ثانی، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب عرق النبی ﷺ فی البرد وحین یاتیہ الوحی
۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب عرق النبی ﷺ فی البرد وحین یاتیہ الوحی
۶۸۔ القیامۃ: ۱۶ تا ۱۹
۶۹۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ القیمۃ
۷۰۔ صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب اول ما بدئ بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحۃ
۷۱۔ الضحیٰ: ۱ تا ۳
۷۲۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین المنافقین
۷۳۔ المدثر: ۱ تا ۵
۷۴۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المدثر
۷۵۔ اللھب: ۱ تا ۵
۷۶۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء، کتاب الجنائز، باب ذکر شرار الموتی، کتاب الانبیاء، باب من انتسب الی اباءہ فی الاسلام والجاہلیۃ، تفسیر سورۃ سبا، تفسیر سورۃ تبت۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قولہ تعالیٰ: ''وانذر عشیرتک الاقربین۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ تبت

۷۷۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل من علم وعلّم۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب بیان مثل ما بعث النبی ﷺ من الھدیٰ والعلم
۷۸۔ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الانتہاء عن المعاصی۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شفقتہ علی امتہ
۷۹۔ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الانتہاء عن المعاصی۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شفقتہ علی امتہ۔ جامع الترمذی، ابواب الامثال، باب ماجاء فی مثل ابن آدم واجلہ واملہ
۸۰۔ جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۸۱۔ جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۸۲۔ سنن ابن ماجہ، المقدمہ باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ
۸۳۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب اسلام ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
۸۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء
۸۵۔ صحیح البخاری، کتاب الوضوء، ابواب سترۃ المصلی، وکتاب الجہاد والسیر، وکتاب المغازی، باب دعاء النبی ﷺ علی کفار قریش۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین۔ سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب فرث مایؤکل لحمہ یصیب الثوب
۸۶۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ''وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا''، وکتاب التوحید، باب قولہ تعالیٰ ''اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ''۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب التوسط فی القراءۃ فی الصلاۃ الجہریۃ۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل۔ سنن النسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب قولہ عزوجل ''وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ''
۸۷۔ المؤمن: ۲۸
۸۸۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ لوکنت متخذ أخلیلا
۸۹۔ العلق: ۶، ۱۹
۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب قولہ ''اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىۤ ○ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى''
۹۱۔ العلق: ۱۷، ۱۸
۹۲۔ سنن الترمذی، کتاب التفسیر، ومن سورۃ اقرأ باسم ربک
۹۳۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مالقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکۃ، کتاب احادیث الانبیاء، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، کتاب الاکراہ، باب من اختار الضرب والقتل والھوان علی الکفر۔ سنن أبی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الاسیر لیکرہ علی الکفر۔ سنن نسائی، کتاب الزینۃ، باب لبس البرود
۹۴۔ صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر فی عہد النبی ﷺ وعقدہ، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ، کتاب الاجارۃ، باب استجار المشرکین عند الضرورۃ واذا لم یوجد اہل الاسلام

۹۵۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۹۶۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ اسلام ابی ذر رضی اللہ عنہ
۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل أبی ذر رضی اللہ عنہ
۹۸۔ سنن ابن ماجہ، المقدمہ، باب فضائل خباب رضی اللہ عنہ
۹۹۔ مریم: ۷۷تا۸۰
۱۰۰۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ذکر القین والحداد، کتاب التفسیر، سورۃ مریم۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامھم، باب سوال الیہود النبی ﷺ عن الروح۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ مریم
۱۰۱۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ
۱۰۲۔ العنکبوت: ۸
۱۰۳۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ العنکبوت
۱۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق
۱۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب اسلام عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ
۱۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ
۱۰۷۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ہجرۃ الحبشۃ
۱۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان قاتل نفسہ فلا تکفر
۱۰۹۔ الانفال: ۳۳،۳۴
۱۱۰۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب قولہ تعالیٰ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم
۱۱۱۔ ص: ۱تا۷
۱۱۲۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ ص
۱۱۳۔ الانعام: ۵۲
۱۱۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب مجالسۃ الفقراء
۱۱۵۔ صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب ماجاء فی سجود القرآن وسنتھا، کتاب التفسیر، سورۃ ''والنجم''۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوۃ
۱۱۶۔ حٰم السجدہ: ۲۲،۲۳
۱۱۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب فی تفسیر حٰم السجدۃ، وباب قولہ تعالیٰ وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم فاصبحتم

من الخسرین، کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم۔ صحیح مسلم، کتاب المنافقین۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ حٰم السجدۃ

۱۱۸۔ القمر: ۱،۲

۱۱۹۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب انشقاق القمر، کتاب التفسیر، فی سورۃ ''اقتربت الساعۃ''۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین و احکامھم، باب انشقاق القمر۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ القمر

۱۲۰۔ جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ

۱۲۱۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب نزول رسول اللہ ﷺ مکۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب

۱۲۲۔ القصص: ۵۶

۱۲۳۔ التوبہ: ۱۱۳

۱۲۴۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ ابی طالب۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضرہ الموت مالم یشرع فی النزع الخ

۱۲۵۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب تزویج النبی ﷺ عائشۃ وقدومھا المدینۃ وبنائہ بھا

۱۲۶۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین

۱۲۷۔ الجن: ۱،۲

۱۲۸۔ الجن: ۱

۱۲۹۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قل اوحی الی (سورۃ الجن)۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الجھر بالقراءۃ فی الصبح والقراءۃ علی الجن۔ جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الجن

۱۳۰۔ جامع الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورۃ الجن

۱۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الجھر بالقراءۃ فی الصبح والقراءۃ علی الجن

۱۳۲۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب تزویج النبی ﷺ عائشۃ، باب من بنی بامرأۃ وھی بنت تسع سنین۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فی تزویج الاب البکر الصغیرۃ۔ سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب فی تزویج الصغار، کتاب الادب، باب فی الاجوحۃ۔ سنن النسائی، کتاب النکاح، باب نکاح الرجل ابنتہ الصغیرۃ۔ سنن ابن ماجۃ، ابواب النکاح، باب نکاح الصغار یزوجھن الاٰباء